REGD. EP. 861

رجسٹرڈ ای پی نمبر ۸۶۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ہفت روزہ

بدر

قادیان

شرح چندہ سالانہ
چھ روپے
ممالک غیر
۷ روپے ۸ آنے
فی پرچہ ۲ آنے

ایڈیٹر:-
صلاح الدین ملک ایم۔ اے
اسسٹنٹ ایڈیٹر:-
محمد حفیظ بقاپوری

تواریخ اشاعت
۷-۱۴-۲۱-۲۸

جلد ۴ | ۱۴ امان ۱۳۳۴ ہش ۔ مطابق ۱۴ مارچ ۱۹۵۵ء | نمبر ۱۰

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اطلاعات

ربوہ ۲ مارچ ۔ بوقت گیارہ بجے قبل دوپہر۔ لاہور کے ڈاکٹر کرنل الٰہی بخش صاحب نے حضور کا معائنہ کیا ان کے نزدیک بفضلہ تعالیٰ مرض میں بہت حد تک کمی آچکی ہے۔ روزانہ جماعتی نمائندوں کی آمد کا سلسلہ جاری ہے۔ آج پینتالیس کے قریب تاریں اور ٹیلیفون کالیں موصول ہوئیں تاریں مشرقی بنگال اور بلوچستان۔ کراچی کے علاوہ نیروبی (مشرقی افریقہ) اور ہیگ تک سے موصول ہوئیں۔

۳ مارچ ۔ گیارہ بجے قبل دوپہر۔ رات نیند اچھی آگئی۔ عام طبیعت صبح کے وقت بفضلہ تعالیٰ بہتر ہے۔ بازو کی حسّوں میں خفیف سا فرق معلوم ہوتا ہے۔ اسوقت بلڈ پریشر $\frac{124}{80}$ اور ٹمپریچر ۹۸.۶ ہے۔

۴ مارچ ۔ سوا دس بجے صبح ۔ دو اجابتیں ہوئیں۔ صبح کے قریب بھی تین مرتبہ اجابت ہوئی صبح ٹمپریچر ۹۷.۸ اور بلڈ پریشر $\frac{120}{80}$ تھا۔ مکرم پرائیویٹ سکرٹری صاحب نے بعد دوپہر پونے چار بجے ذیل کی تار قادیان ارسال کی جو $\frac{5}{55}$ کو موصول ہوئی۔ گو حضرت اقدس کو نیند مسلسل نہیں آئی۔ لیکن اس کے علاوہ حضور کی حالت حسبِ سابق ہے۔ دعا کرتے رہیں۔

۵ مارچ ۔ بعد دوپہر قریبًا دو بجے مکرم پرائیویٹ سکریٹری صاحب نے ذیل کا تار ارسال کیا۔ ”آج رات حضرت اقدس کو نیند کم آئی اور آنکھ کھلتی رہی“۔ البتہ شروع رات حضور کو کچھ نیند آئی تھی مگر یکدم ایک بجے رات حضور کی آنکھ شدید درد کی وجہ سے کھل گئی۔ اسوقت بلڈ پریشر $\frac{130}{88}$ تھا۔ بیماری کا ایک حصہ خطرناک ہے۔ دواؤں سے کچھ سکون ہوا۔ عام حالت آہستہ آہستہ بہتر ہو رہی ہے احباب دعائیں جاری رکھیں۔ روزانہ بلیٹن شائع کئے جا رہے ہیں۔ صبح بعد ناشتہ اچھی نیند آئی۔ مکرم ڈاکٹر عبید اللہ صاحب ہومیوپیتھک بھی کل رات تشریف لائے۔ گذشتہ روز سندھ۔ جہلم۔ کیمبلپور گجرانوالہ لائلپور۔ جڑانوالہ۔ لاہور تک سے احباب عیادت کیلئے آئے۔ اور لائلپور۔ لاہور۔ کراچی اور لنڈن سے بذریعہ فون دریافت کیا گیا۔ اور مشرقی اور مغربی پاکستان کے علاوہ ڈیٹن مشن (اوہیو امریکہ) مالیر کوٹلہ (بھارت) لنڈن۔ کولمبو (مشرقی افریقہ) سے تاریں موصول ہوئیں۔

۶ مارچ ۔ قریبًا دو بجے بعد دوپہر مکرم پرائیویٹ سکریٹری صاحب نے قادیان ذیل کا تار ارسال کیا۔ ”حضرت اقدس کو نیند اچھی طرح آگئی عام حالت بہتر ہے۔ بائیں بازو کی حالت پہلے جیسی ہے۔ دعائیں کرتے رہیں۔

۷ مارچ ۔ کل بعد دوپہر ساڑھے تین بجے کا ارسال کردہ مکرم پرائیویٹ سکریٹری صاحب کا ذیل کا تار آج موصول ہوا۔ ”ڈاکٹر کرنل الٰہی بخش صاحب نے حضرت اقدس کا معائنہ کیا۔ اور حالت تسلی بخش پائی۔ بائیں بازو کی حالت میں بھی افاقہ ہو رہا ہے۔ حضور تھوڑی دیر کیلئے بازوؤں والی کرسی پر بیٹھے۔ نیز سہارے کے ساتھ چند قدم چلے۔ (فالحمدُ للہ علیٰ ذالک)

احباب کرام! یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ اس نے ایسے خطرناک مرض میں جلد افاقہ کی صورت پیدا کر دی ہے۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ جماعت کی تربیت اور تبلیغ و اشاعت اسلام کے متعلق سلسلہ احمدیہ کی ذمہ داریوں کے متعلق انتہائی فکرمندی کے

(بقیہ صفحہ ۔۔)

حضرت اقدس کے متعلق تازہ ترین اطلاع

۱۰ مارچ ۔ منشی فتح دین صاحب سپرنٹنڈنٹ دفتر پرائیویٹ سکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ حضور کل ۹ مارچ سوا دس بجے صبح ربوہ سے روانہ ہو کر ۳ بجے بعد دوپہر لاہور تشریف لے گئے۔ حضور علاج و مشورہ کیلئے آئے ہیں حضور کو نقرس کی تکلیف رہی۔ مگر شام کو درد کم ہو گئی۔ حضور کی عام طبیعت تسلی بخش ہے۔ کرنل الٰہی بخش صاحب نے کل شام حضور کا معائنہ کیا۔ انکے خیال میں بائیں بازو کی کمزوری میں کمی ہو رہی ہے“۔

۱۰ مارچ بوقت ۷½ بجے شام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی عام صحت نسبتاً بہتر ہے۔ درد نقرس میں افاقہ ہے۔ ٹمپریچر نارمل ہے۔ بلڈ پریشر بھی نارمل ہے۔ حضور اقدس چند قدم سہارے کیساتھ کمرے میں چلے۔ بائیں بازو میں قوت ترقی پذیر ہے۔ ۱۱ مارچ بوقت ۹ بجے صبح حضور ایدہ اللہ کی عام طبیعت اچھی ہے۔ نقرس کے درد میں بہت کمی ہے۔ بائیں بازو کی کمزوری میں گو کمی ہے مگر ابھی تک کچھ باقی ہے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی فرماتے ہیں۔ کہ چونکہ بائیں بازو کی حرکت مکمل نہیں اور اس حصہ جسم کی حس پوری طرح بحال نہیں ہوئی۔ اعصاب پر بھی کافی اثر ہے۔ اور ص

جناب سردار گوربچن سنگھ صاحب باجوہ وزیر پبلک ورکس پنجاب کی

عوام سے اپیل

بھارت پارلیمنٹ نے گذشتہ سال یہ فیصلہ کیا تھا کہ جن مسلمانوں کی جائدادیں باوجود ان کے بھارتی باشندہ ہونے کے نکاسی شمار ہو چکی ہیں۔ وہ ان کا مطالبہ کر سکتے ہیں۔ اور اس سلسلہ میں طریق کار کو آسان کر دیا گیا تھا۔ بھارت پارلیمنٹ عوام کی نمائندہ ہے۔ اسلئے کوئی وجہ نہیں کہ اس کے فیصلہ کا احترام نہ کیا جائے۔ مزید یہ کہ مذہب تمدن۔ زبان کی آزادی کے علاوہ ہر قوم کے حقوق متعلق مالکیت وغیرہ بھارت میں آئین کی رو سے مساوی ہیں۔ اسلئے صدر انجمن احمدیہ قادیان نے جو قریبًا پچاس سال سے رجسٹرڈ باڈی چلی آتی ہے۔ اور بعض احمدی احباب قادیان نے یہ درخواست کر رکھی ہے کہ چونکہ وہ نکاسی نہیں ہیں اسلئے ان کی جائدادیں واپس دیدی جائیں۔ یہ ظاہر ہے کہ صدر انجمن کے احمدی افراد نے اپنی جائدادیں طلب کی ہیں۔ جن کا قانونًا ان کو حق پہنچتا ہے اور ناجائز طور پر دوسروں کے قبضے میں ہیں پھر بھی بعض لوگوں نے مخالفت کر کے یہ پراپیگنڈہ کیا ہے کہ اس کارروائی سے بے چینی پھیلی ہے۔ گویا ان کی بے چینی تب رفع ہو سکتی ہے جب حقداروں کی جائدادیں غیر حقداروں کے پاس رہیں۔ کیا ایسے لوگ خوش ہونگے کہ ان کی اپنی ذاتی جائدادیں غیر حقداروں کو دیدی جائیں کیا اس طرح ان کی بے چینی دور ہو جائے گی؟ اگر دور ہو سکتی ہے تو یہ تو ان کے اپنے اختیار میں ہے کہ اپنی جائدادیں دوسروں کے سپرد کر دیں تاکہ ان کو تمدے سکون حاصل ہو۔

گورنمنٹ ایسے فتنہ سازوں کی دھمکیوں سے کبھی مرعوب نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ جناب سردار گوربچن سنگھ صاحب باجوہ وزیر پبلک ورکس مشرقی پنجاب نے ذیل کے پیغام سے عوام کو اپیل کی ہے:-

”مجھے اس بات کے علم سے افسوس ہوا کہ قادیان کے احمدی ہندوستانی دوستوں اور انجمن احمدیہ قادیان کی جائیداد کی واپسی کے سوال پر احمدی بھائیوں کے دل میں کچھ شکوک ہیں۔ کہ کچھ لوگ ان کی اس معاملہ میں مخالفت کر رہے ہیں۔ بھارت میں ہر شخص بلا لحاظ مذہب و ملت آئین کے مطابق اپنا حق حاصل کرنے کا مجاز ہے اسی طرح اگر احمدی دوستوں کو ان کا حق ملتا ہے تو اس میں کسی دوسرے ہندوستانی کو تنگ دلی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیئے“۔

۴ کچھ اثر حافظہ اور ہیجان پر بھی ہے۔ اس لئے ان باتوں کے پیش نظر دوست بیش از بیش توجہ اور درد کے ساتھ دعائیں کریں۔ حضور کی خلافت کے متعلق اللہ تعالیٰ کی خاص بشارات کا پایا جانا اور آپ کو خاص تائید الٰہی کا حاصل ہونا اس امر کا متقاضی ہے کہ جماعت نہایت توجہ اور الحاح سے دعائیں کر کے اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کی جاذب بنے۔ آمین ثم آمین

(ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا)

معارف القرآن

شرک کی تردید

وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ...... الی قولہ تعالیٰ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (یونس ۱۹)

ترجمہ۔ اور یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ایسی چیز کی پرستش کرتے ہیں جو نہ انہیں نقصان دیتی ہے۔ اور نہ نفع پہنچاتی ہے۔ اور کہتے ہیں کہ یہ ہمارے معبود اللہ کے حضور میں ہمارے شفیع ہیں۔ تو انہیں کہہ کہ کیا تم اللہ تعالیٰ کو وہ بات بتلاتے ہو جسکے متعلق نہ آسمانوں میں پائے جانے کا اسے علم ہے اور نہ ہی زمین میں کہیں اسکے وجود کا کوئی پتہ۔ وہ پاک ہے اور ان کے شریک ٹھہرانے سے وہ بالاتر ہے۔

تشریح۔ شرک کے عقیدہ کی بنیاد ہی اس اصل پر ہے کہ خدا تعالیٰ تک ہم بغیر واسطہ کے نہیں پہنچ سکتے اور نہ وہ ہم تک بغیر واسطہ کے پہنچ سکتا ہے۔ اسلام اس تعلیم کے بالکل خلاف ہے۔ وہ نہ خدا پر بدظنی کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ اور نہ اپنے نفس کی طاقتوں سے مایوسی کی۔ خدا تعالیٰ نے بندہ کو اپنے تک پہنچنے کیلئے پیدا کیا ہے۔ اور وہ اپنے اور اسکے درمیان کسی حائل ہونیوالی ہستی کو برداشت نہیں کر سکتا۔

اَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ میں شرک کے متعلق کیا ہی لطیف جواب فرمایا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے آسمانوں میں یا زمین میں کوئی شفیع ہوتا۔ تو اس کا اعلان خدا کی طرف سے ہونا چاہیئے تھا۔ عہدہ دار کی تعیین گورنمنٹ گزٹ سے ظاہر کی جاتی ہے۔ فرمایا بجائے اسکے کہ خدا کی طرف سے علم آتا تم لوگ اعلان کرتے ہو کہ فلاں خدا کا شریک ہو گیا (یہی معلوم ہوا کہ شریک کا علم پہلے تم کو ہوتا ہے۔ اور تم اس کا علم خدا تعالیٰ کو دیتے ہو۔ سبحٰنہٗ وتعالیٰ عمّا یشرکون۔ (تفسیر کبیر)

کلام سیّد الانامؐ

سات شخص اللہ تعالیٰ کے سایہ میں

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ سات شخصوں پر اللہ تعالیٰ قیامت کے روز سایہ کرے گا۔ جس دن کہ اللہ کے سایہ کے سوا اور کہیں سایہ نہ ملے گا:۔

(۱) عدل کرنے والا حاکم (۲) وہ شخص جو جوانی کی عمر ہی سے اللہ کی عبادت میں مشغول رہا۔ (۳) وہ شخص جس کا دل ہر وقت عبادت گاہ کی طرف لگا ہوا ہے کہ کب اذان ہو اور کب میں نماز کے لئے جاؤں (۴) وہ دو شخص جو باہم محبت کرتے ہیں تو اللہ کی خاطر جب وہ اکٹھے ہوتے ہیں تو اللہ ہی کی رضا مندی کے لئے اور جب جدا ہوتے ہیں تو اللہ ہی کی رضا جوئی کی خاطر (۵) وہ شخص کہ اسے کسی خوبصورت خاندانی عورت نے اپنی طرف مائل کیا تو اس نے کہہ دیا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں (۶) وہ شخص جو اللہ کی راہ میں اس طرح خیرات کرے کہ اس کا بایاں ہاتھ نہ جانے کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے (۷) وہ شخص کہ جس نے اکیلے بیٹھے اللہ کو یاد کیا۔ تو اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بہ پڑیں۔ (بخاری)

ملفوظات امام الزمانؑ

اے سونے والو جاگو کہ وقت بہار ہے

اے سونے والو جاگو کہ وقتِ بہار ہے
اب دیکھو آکے در پہ ہمارے وہ یار ہے

کیا زندگی کا ذوق اگر وہ نہیں بلا
لعنت ہے ایسے جینے پہ گر اس سے ہیں جدا

اُس رُخ کو دیکھنا ہی تو ہے اصل مدعا
جنّت بھی ہے یہی کہ ملے یارِ آشنا

اے حُبِّ جاہ والو! یہ رہنے کی جا نہیں
اس میں تو پہلے لوگوں سے کوئی رہا نہیں

دیکھو تو جا کے ان کے مقابر کو اِک نظر!
سوچو کہ اب سلف ہیں تمہارے گئے کدھر

اِک دن وُہی مقام تمہارا مقام ہے
اِک دن یہ صبح زندگی کی تم پہ شام ہے

اِک دن تمہارا لوگ جنازہ اٹھائیں گے
پھر دفن کرکے گھر میں تاسف سے آئیں گے

وہ دن بھی ایک دن تمہیں یارو نصیب ہے
خوش مت رہو کہ کوچ کی نوبت قریب ہے

ڈھونڈو وہ راہ جس سے دل و سینہ پاک ہو!
نفسِ دنی خدا کی اطاعت میں خاک ہو!

(مرتبہ محمد حفیظ بقاپوری)

معذرت — بعض ناگزیر حالات کے پیشِ نظر اخبار بدر کے صفحات میں کمی کی جا رہی ہے۔ جو انشاء اللہ العزیز جلد پوری کر دی جائے گی۔ (ادارہ)

مُبارک وجود

۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء وہ مُبارک تاریخ ہے جبکہ ہمارے مقدس و محبوب آقا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسند خلافت کو زینت بخشی اور آج اس مبارک عہد پر اکتالیس سال پورے ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ اس مبارک وجود کو تا دیر ہمارے سروں پر سلامت رکھے۔ ابھی آپ کا بچپن کا زمانہ تھا۔ آپ نے قرآن مجید ناظرہ ختم کیا۔ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے آپ کے حق میں بے شمار دعائیں کیں۔ جن کی قبولیت کا نمونہ اس وقت ہمارے سامنے ہے۔ منجملہ اُن دعاؤں کے آپ نے اپنے مالکِ حقیقی سے بایں الفاظ التجا کی ؎

لختِ جگر ہے میرا محمود بندہ تیرا
دے اس کو عمر و دولت کر دُور ہر اندھیرا!

دن ہوں مرادوں والے پُر نور ہو سویرا
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی!

خدا کا یہ بندہ جلد جلد پروان چڑھا اور اس مبارک تاریخ کو جماعت احمدیہ کا امام و خلیفہ منتخب ہوا۔ اس کا اکتالیس سالہ روشن زمانہ ہمارے سامنے ہے جس کا ایک ایک سال بلکہ ایک ایک ماہ اپنے اندر فتح اسلام اور صداقت احمدیت کا چمکتا ہوا نشان ہے۔

حضور جس رنگ میں ایک طرف مخالفین اسلام و احمدیت کا روحانی میدان میں مقابلہ کرتے چلے جا رہے ہیں اور دوسری طرف اپنی جماعت کی قیادت فرما رہے ہیں وہ کسی پر پوشیدہ نہیں۔ جب سے عنان جماعت حضور کے ہاتھ میں آئی مخالفین نے مخالفت میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی ہر چند ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ کسی طرح اس پودے کو اکھیڑ پھینکا جائے۔ لیکن جسکو خدا رکھے اسے کون چکھے۔ خدا کے فضل سے اس پودے کا نہ تو بیرونی تند آندھیاں کچھ بگاڑ سکیں اور نہ ہی اندرونی فتنے اسے کچھ نقصان پہنچا سکے۔ بلکہ اب تو وہ بقول مولانا ظفر علی خاں "تناور درخت بن چکا ہے"۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ مخالفت کرنیوالے مخالفت تو کرتے ہیں لیکن مثبت پہلو میں وہ سب جماعت احمدیہ اور اس کے مقدس امام کا مقابلہ کرنے سے عاجز ہیں۔ آج اس مبارک وجود کی برکت سے ہر ملک کے اندر اسلام کا جھنڈا بلند ہو رہا ہے۔ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے والوں کی تعداد دن بدن بڑھتی ہی جا رہی ہے۔ کجا وہ وقت تھا کہ وہ اس جاہ و جلال کے نبیؐ کے متعلق طرح طرح کے خیالات دلوں میں رکھتے تھے اور کجا یہ وقت کہ اس کی غلامی میں رہنا اپنے لئے فخر کا باعث قرار دیتے ہیں۔

اگرچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے روشن عہد خلافت میں اسلام کی سربلندی اور اسکی فتح نمایاں کے بیسیوں سامان ہوئے لیکن سب سے بڑا کارنامہ "خدمتِ قرآن" کا ہے اور اس کارنامہ میں باقی سب آ جاتے ہیں۔

گو حضور کی ہر تقریر اور ہر خطبہ قرآن و حدیث کی تفسیر ہوتا ہے۔ لیکن معارف قرآنیہ کا مخصوص نمونہ تفسیر کبیر کی متعدد جلدوں میں مطالعہ کرنیوالے کیلئے ہر وقت موجود ہے۔ اس زمانے کے علماء کو علمیت کا خاص دعویٰ ہے۔ لیکن اس میدان میں خدا کے فضل سے کسی فرد واحد کو بھی مقابلہ کی ہمت نہیں ہوئی۔ در حقیقت یہ توفیق حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے بروز کامل اور آپؐ کے سچے خادم و جانشین کا کام تھا۔ جیساکہ حضورؑ ۱۸۹۱ء میں یورپ و امریکہ کے اندر تعلیم اسلام پھیلانے کے متعلق اپنی کتاب ازالہ اوہام میں فرماتے ہیں:۔

"مجھ سے پوچھا گیا تھا کہ امریکہ اور یورپ میں تعلیم اسلام پھیلانے کے لئے کیا کرنا چاہیئے کیا مناسب ہے کہ بعض انگریزی خواں مسلمانوں میں سے یورپ اور امریکہ میں جائیں اور وعظ اور منادی کے ذریعہ سے مقاصد اسلام ان لوگوں پر ظاہر کریں۔ لیکن میں عموماً اس کا جواب ہاں کے ساتھ نہیں دوں گا۔ میں ہرگز مناسب نہیں جانتا کہ ایسے لوگ جو اسلامی تعلیم سے پورے طور پر واقف نہیں اور اس کے اعلیٰ درجہ کی خوبیوں سے بکلّی بے خبر اور نیز زمانہ حال کی نکتہ چینیوں کے جوابات پر کامل طور پر حاوی نہیں ہیں اور نہ روح القدس سے تعلیم پانے والے ہیں وہ ہماری طرف سے وکیل ہو کر جائیں۔

میرے خیال میں ایسی کارروائی کا ضرر اس کے نفع سے اقرب اور اسرع الوقوع ہے الّا ماشاء اللہ۔ ......

"لیکن ان اعتراضات کا کافی جواب دینے کے لئے کسی منتخب آدمی کی ضرورت ہے جو ایک دریا معرفت کا اپنے صدر منشرح میں موجود رکھتا ہو جس کے معلومات کو خدا تعالیٰ کے الہامی فیض نے بہت وسیع اور عمیق کر دیا ہو" ......

سو میری صلاح یہ ہے کہ بجائے ان واعظوں کے عمدہ عمدہ تالیفیں ان ملکوں میں بھیجی جائیں ...... میں چاہتا ہوں کہ ایک تفسیر بھی تیار کرکے اور انگریزی میں ترجمہ کرا کر ان کے پاس بھیجی جائے۔ میں اس بات کو صاف صاف بیان کرنے سے

(بقیہ صفحہ ...)

خطبہ جمعہ

دوستوں کو یہ ایام بڑی ہوشیاری، بیدار مغزی، دعاؤں اور استغفار میں گذارنے چاہئیں

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۹ ... بمقام ربوہ۔ خطبہ نویس مولوی سلطان احمد پیر کوٹی

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

پچھلے دنوں ایک جماعت کے سیکرٹری کی طرف سے

مجھے ایک خط ملا ہے

جو بظاہر تو معمولی معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اس بات سے جو اس میں لکھی گئی ہے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کے پیچھے کوئی سازش یا فتنہ ہے۔ اس سیکرٹری نے لکھا ہے کہ میرے پاس سی۔ آئی۔ ڈی کا آدمی آیا۔ اور اس نے ہمدردانہ لہجہ میں کہا کہ آجکل آپ کی جماعت کے خلاف شورش اُٹھ رہی ہے۔ اس کے مقابلہ کے لئے آپ کی جماعت بھی مناسب تیاری کر رہی ہوگی۔ اور افراد کو اسلحہ کی ٹریننگ دی جا رہی ہوگی گورنمنٹ چاہتی ہے کہ وہ آپ کی جماعت کے لئے ٹریننگ کا مناسب انتظام کرائے۔ اس لئے اگر ضرورت ہو تو آپ بتائیں۔ میں

ٹریننگ کا انتظام

کرا دوں گا۔ آخر آپ لوگ اپنی حفاظت کے لئے کچھ نہ کچھ تو کرتے ہی ہوں گے۔ ہم مزید مدد دینے کے لئے تیار ہیں۔ اس سیکرٹری نے مجھے لکھا ہے کہ میں نے اس سے کہا کہ ہماری جماعت کو اس قسم کی باتوں سے کوئی تعلق نہیں۔ اور نہ ہی ہمارے ذہن میں اس قسم کی کوئی سکیم ہے۔ اس پر اس آدمی نے کہا پھر بھی آپ کی جماعت کو ان باتوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ کو مدد کی ضرورت ہو۔ تو آپ مجھے اطلاع دیں۔ میں انتظام کرا دوں گا۔ یہ کہہ کر وہ چل دیا۔ اب

بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے

کہ وہ کوئی ہمدرد شخص تھا۔ جو اپنی ہمدردی کے جذبہ کے ماتحت آیا۔ اور جماعت کے ایک عہدہ دار سے اس نے کہا کہ آپ کی جماعت خود حفاظتی کی تدابیر کر رہی ہوگی۔ اگر خود حفاظتی کے سلسلہ میں مدد کی ضرورت ہو تو ہم آپ کی مدد کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔ لیکن یہ بات ایک دوسرے لحاظ سے غیر معقول بھی ہے اس لئے کہ اگر گورنمنٹ کو جماعت احمدیہ سے ہمدردی ہوتی۔ اور وہ ہمارے ساتھ تعاون کرنا چاہتی تو وہ جماعت کے مرکز سے کہتی کہ آپ کی جماعت کے خلاف شورش اٹھ رہی ہے آپ لوگ بھی اس کا مقابلہ کرنے کے لئے تیاری کریں۔ ہم سکھانے والے مہیا کرتے ہیں۔ وہ آپ کے افراد کو اسلحہ کی ٹریننگ دیں گے۔ تاکہ خطرہ کے وقت آپ اپنی

حفاظت کا انتظام

کر سکیں۔ لیکن ایسا نہ ہوا۔ اور نہ جب سے پاکستان بنا ہے۔ سات آٹھ سال کے عرصہ میں ایسا ہوا ہے۔ کہ حکومت نے اپنی رعایا کے ایک حصہ کو دوسرے حصہ کے خلاف تیار کیا ہو۔ لیکن فرض کرو۔ اگر کوئی بالا افسر ایسا تھا بھی جس نے پرانے طریق کی بجائے نئے طریق کو اختیار کیا۔ تو وہ جماعت کے مرکز سے کہتا۔ کہ ہم آپ کی مدد کرنے کے لئے تیار ہیں۔ نہ کہ ایک دور افتادہ علاقہ میں ایک ایسی جماعت کے سیکرٹری سے یہ بات کہتا۔ جو مرکز سے دو تین سو میل دور ہے۔ پس جو کچھ ظاہر کیا گیا ہے۔ چونکہ وہ عقل کے خلاف ہے۔ اس لئے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ افسر

کسی رپورٹ کے نتیجہ میں

تحقیقات کرنے کے لئے وہاں گیا تھا۔ اس کو ہدایت ملی ہوگی۔ کہ سنا ہے کہ احمدی لوگ دشمن کے مقابلہ کے لئے تیاری کر رہے ہیں۔ تم اس کی تحقیق کرو۔ چنانچہ تحقیقات کے کئی طریق ہوتے ہیں۔ ہمارے ہاں پولیس بھی تحقیقات کے سلسلہ میں کئی طریق اختیار کرتی ہے۔ یورپ میں تو اس کے متعلق کئی کتابیں چھپی ہوئی ہیں۔ کبھی تو پولیس نوکروں کے ذریعہ راز معلوم کرتی ہے۔ کبھی محکمہ کے لوگوں کے ذریعہ سے بھید تک پہنچنا چاہتی ہے۔ اور کبھی جیسا کہ میں نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر بیان کیا تھا اپنے ایجنٹ پرووکیٹر کے ذریعہ اصل بات معلوم کرتی ہے۔ یہ ایجنٹ لوگوں کے پاس جا کر خود اس قسم کی باتیں کرتے ہیں۔ کہ وہ فریب میں آ کر اس کی سکھائی ہوئی باتیں کہنے لگتے ہیں۔

صاف معلوم ہوتا ہے

کہ اس افسر کی ہماری جماعت کے سیکرٹری کے پاس جانے کی غرض یہی تھی کہ وہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ اس اطلاع میں سچائی ہے یا نہیں اس کا خیال تھا۔ کہ اگر یہ اطلاع سچی ہے۔ تو ہمدردی کے جذبات کے نتیجہ میں وہ ساری بات ظاہر کر دے گا۔ وہ یا تو یہ کہہ دے گا۔ کہ آپ بے فکر رہیئے ہم دشمن کے مقابلہ کے لئے خوب تیاری کر رہے ہیں۔ اور یا وہ یہ کہے گا کہ تیاری تو ہم کر رہے ہیں۔ لیکن ہمارے پاس مناسب ٹریننگ کا انتظام نہیں۔ اور نہ ہی سامان ہیں۔ اس لئے اگر آپ ہماری مدد کر سکتے ہیں تو کریں تاکہ وقت پر ہم اپنی حفاظت کا انتظام کر سکیں۔ پس

ایک نتیجہ تو اس سے یہ نکلتا ہے

کہ اس سی۔ آئی۔ ڈی کے آدمی کی غرض یہ تھی کہ وہ تحقیقات کر کے رپورٹ کرے۔ کہ بالا افسروں کو جو اطلاع پہونچی ہے۔ وہ صحیح ہے یا نہیں۔ دوسرا نتیجہ یہ نکلتا ہے۔ کہ ایک غیر معروف جگہ پر جا کر جو جماعت احمدیہ کا کوئی مرکز نہیں۔ اور وہ سلسلہ کے مرکز سے سینکڑوں میل دور ہے۔ کسی افسر کا جماعت کے سیکرٹری سے یہ باتیں کہنا یہ بتاتا ہے کہ یہ کوئی مقامی بات نہیں تھی۔ بلکہ مرکزی حکومت کو جماعت احمدیہ کے خلاف کوئی رپورٹ پہنچی ہے۔ اور اس نے مختلف اضلاع کو حکم دیا ہے کہ وہ تحقیقات کر کے رپورٹ کریں اور یہ اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ کسی جگہ پولیس افسروں نے اپنے جاسوس چھوڑے ہوں گے۔ کسی جگہ وہ نوکروں کے ذریعہ اس قسم کے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہوں گے۔ اور کسی جگہ محلہ اور ساتھ والے گاؤں کے لوگوں سے اس قسم کی اطلاع حاصل کر رہے ہوں گے۔ یہ شخص اخلاق کو زیادہ مؤثر سمجھتا تھا۔ اس لئے اس نے جماعت کے ایک سیکرٹری سے مل کر

ہمدردی کا جذبہ ظاہر کیا

اور اس سے اصل بات پوچھنے کی کوشش کی۔ لیکن سیکرٹری نے کہا۔ ہمیں تو اس قسم کی باتوں سے کوئی تعلق نہیں۔ اور نہ ہی ہمارے ذہن میں کوئی ایسی سکیم ہے۔ اور اس کے نتیجہ میں بات ہم تک بھی پہنچ گئی

بہرحال وہ بات جھوٹی تھی اور جس نے بھی جماعت کے متعلق اس قسم کی رپورٹ کی ہے۔ جھوٹی رپورٹ کی ہے۔ لیکن پھر بھی میں نے یہ خیال کیا کہ ممکن ہے۔ نوجوانوں میں سے بعض نے کسی قسم کی کوئی غلطی کی ہو۔ اس لئے میں نے ناظر صاحب اعلیٰ اور ناظر صاحب امور عامہ کو بلوایا۔ اسی طرح کالج کے پرنسپل اور نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ کو بھی بلایا۔ گو مجلس کا صدر میں خود ہوں۔ لیکن سارے کام نائب صدر ہی کرتا ہے۔ میرے سامنے وہ بجٹ پیش کر دیتے ہیں۔ اور میں منظور کر دیتا ہوں۔ میں صدر صرف اس لئے بنا ہوں کہ جب کبھی میں مجلس کے کاموں میں دخل دینا چاہوں تو دے سکوں۔ اور میرا یہ دخل دینا قانونی ہو۔ ویسے سارے کام نائب صدر تک ہی ختم ہو جاتے ہیں۔ ناظر صاحب اعلیٰ اور ناظر صاحب امور عامہ کو اس لئے بلایا کہ وہ نگران ہیں۔ لیکن انہوں نے اس واقعہ سے

قطعی طور پر انکار کیا

اور کہا کہ ہم نے اس قسم کی کوئی تحریک نہیں کی۔ کالج کے پرنسپل نے کہا۔ کہ ہم صرف یونیورسٹی کی مقرر کردہ پریڈ کراتے ہیں علاوہ وہ پریڈ یونیورسٹی کے حکم کے مطابق ہے۔ ہم نے اسے اپنے طور پر جاری نہیں کیا۔ اور خدام کے نائب صدر نے کہا۔ کہ ہم نے اس قسم کی ٹریننگ کا نہ تحریراً حکم دیا ہے اور نہ زبانی حکم دیا ہے۔ اس پر مجھے تسلی ہوگئی۔ کہ اس رپورٹ میں کوئی صداقت نہیں۔ کسی دشمن نے حکومت کے پاس جھوٹی رپورٹ کر دی ہے۔ آگے حکومت نے جو تحقیق کی ہے۔ جہاں تک حفاظت امن کا سوال ہے۔ یہ فعل درست ہے۔

حکومت کا فرض ہے

کہ ملک میں امن و امان کرے۔ اگر وہ ملک میں امن و امان نہیں کرتی۔ تو وہ کامیاب نہیں ہو سکتی۔ وہ اس قسم کی رپورٹوں کی تحقیقات کرتی ہے۔ اور اس تحقیقات کے نتیجہ میں فیصلہ کرتی ہے۔ کہ آئندہ کیا قدم اٹھائے۔ اگر ہماری جماعت کا بھی کوئی افسر اس کام پر مامور ہوتا۔ تو وہ بھی اس رپورٹ کی تحقیقات کرتا کیونکہ اسلام کی تعلیم یہی ہے۔ کہ جب کوئی رپورٹ تمہارے پاس آئے۔ تو تم اس کی تحقیقات کرو۔ لیکن اس خط سے ہمیں یہ پتہ لگ گیا۔ کہ دشمن نے جماعت کے خلاف حکومت کے پاس سراسر جھوٹی رپورٹیں کی ہیں

دور ہم اس کے لئے لعنت اللہ علی الکاذبین کہتے ہیں) اور پھر یہ بھی پتہ لگ گیا کہ اس قسم کی کوئی

قابل اعتراض حرکت

نہ خدام سے سرزد ہوئی ہے۔ اور نہ کالج کے افسران سے۔ اگر ان سے اس قسم کی کوئی قابل اعتراض حرکت ہوتی۔ تو ہم سمجھتے۔ کہ رپورٹ کرنے والے کو دھوکہ لگ گیا ہے۔ اور چھوٹی بات بڑھا کر اس کے پاس پہنچی ہے لیکن وہ دونوں جانتے ہیں۔ کہ ہم سے ایسی کوئی حرکت سرزد نہیں ہوئی۔ بہرحال چونکہ دشمن جماعت کے متعلق جھوٹی رپورٹیں کرنے سے بھی پرہیز نہیں کرتا۔ اس لئے میں جماعت کے دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ

پہلے سے بھی زیادہ احتیاط

سے کام لیں۔ جماعت احمدیہ کی تعلیم ہی یہ ہے کہ قانون شکنی نہ کی جائے۔ پس قانون تم سے جو مطالبہ کرتا ہے۔ اسے تم پورا کرو۔ بلکہ قانون کی بعید تشریح کے ماتحت بھی افسران علاقہ امن کے قیام کے سلسلہ میں اگر تم سے کوئی مطالبہ کریں تو تم اسے بھی پورا کرو۔ احمدیت اسلام کو زندہ کرنے کے لئے قائم ہوئی ہے۔ اور اسلام امن کو قائم رکھنے کی تعلیم دیتا ہے۔ پس تمہیں بہت زیادہ احتیاط کرنی چاہیئے۔ اگر کوئی شخص تمہارے متعلق خفیہ جھوٹ بولتا ہے۔ اور مخفی رپورٹیں جو سراسر افترا ہوتی ہیں۔ حکام کو دیتا ہے۔ تو اسے روکنا تمہارے اختیار میں نہیں لیکن اگر اسے تمہارے کسی فعل سے بھی مدد مل گئی تو وہ یقیناً اس سے پورا پورا فائدہ اٹھائے گا۔ اور اس کا جھوٹ زیادہ تقویت اختیار کر لے گا۔ جب تک اسے سچائی کی تھوڑی بہت مدد نہیں ملتی۔ خواہ لوگ اس جھوٹ سے کتنے ہی متاثر ہوں۔ ہم یہی سمجھیں گے۔ کہ دشمن کی اکثریت ہماری دلیل پر غالب آرہی ہے۔

جب یہاں ہندو زیادہ تھے

تو ملک میں کوئی بات ان کے خلاف سنی نہیں جاتی تھی جس وجہ سے یہ بات بڑی تھی کہ کوئی افسران کے خلاف کوئی بات نہیں سنتا تھا۔ پس جہاں کسی قوم کی کثرت ہو۔ وہاں دلیل کی قوت جاتی رہتی ہے۔ اور وہی کیا۔ کثرت کی قوت حاصل ہو جاتی ہے۔ اور تم جانتے ہو کہ تمہارا دشمن زیادہ تعداد میں ہے۔ اگر تم ادنیٰ سی غلطی بھی کرو گے۔ تو لازماً اس کا نتیجہ تمہارے حق میں برا نکلے گا۔ کیونکہ کوئی افسر تمہارے دلائل نہیں سنے گا۔ مثلاً یہ ایک چھوٹی سی بات ہے کہ تمہارے پاس

رائفل کا لائیسنس

ہو۔ اور تم شکار کے لئے جاؤ۔ تمہارا کوئی دوست تمہارے پاس آجائے اور کہے کہ لاؤ میں بھی رائفل چلا کر دیکھوں۔ اور تم اسے اپنے سامنے رائفل چلوا کر دیکھو۔ تو ممکن ہے کہ تمہارا ایسا کرنا خالص قانونی نقطہ نظر سے ناجائز ہو۔ مجھے اس کا علم نہیں۔ لیکن ساری دنیا ایسا کر رہی ہے۔ مثلاً مجھے یاد ہے۔ کہ مجھے جب پہلی دفعہ رائفل چلانے کا تجربہ ہوا۔ تو وہ اسی طرح ہوا۔ کہ ایک انسپکٹر صاحب پولیس کے ایک احمدی دوست سے دوستانہ تعلقات تھے۔ انسپکٹر صاحب شکار کے شوقین تھے۔ انہوں نے مجھ سے ذکر کیا۔ کہ آپ نے کبھی رائفل سے شکار نہیں کیا آپ میرے ساتھ آئیں۔ چنانچہ وہ شیخوپورہ کے ضلع میں آئے میں بھی ساتھ چلا گیا۔ وہاں جا کر انہوں نے مجھ سے رائفل چلوائی۔ مجھے اس کے متعلق قانون کی پوری واقفیت نہیں۔ لیکن یہ میں جانتا ہوں کہ لوگ بالعموم اپنے ہتھیار اپنے دوستوں یا رشتہ داروں سے اپنے سامنے چلوا لیتے ہیں۔ اگر ایسا کرنا خلاف قانون ہے تو چاہے خود پولیس کے افسر بھی ایسا کرتے ہوں۔ اگر تم ایسا کرو گے۔ تو تم پر الزام لگایا جائے گا۔

دنیا میں عام قاعدہ ہے

کہ اگر باپ کے پاس رائفل کا لائیسنس ہے۔ تو وہ رائفل اس کا بیٹا بھی چلا لیتا ہے۔ اور اگر اس میں ہمت اور شوق ہو۔ تو اس کی بیوی بھی چلا لیتی ہے اور میں سمجھتا ہوں۔ گورنروں اور وزیروں سے لیکر نیچے تک سب کا یہی حال ہے۔ ان کی بیویاں بیٹے اور بیٹیاں اگر شکار میں ساتھ ہوں۔ تو وہ بھی شکار میں حصہ لے لیتے ہیں۔ یہ عام دستور ہے۔ لیکن کوئی قوم بدنام ہو جائے۔ تو لوگ یہ نہیں دیکھتے۔ کہ عام دستور کیا ہے۔ بلکہ اس کمزور قوم کے خلاف ایسے امور میں بھی قدم اٹھایا جاتا ہے۔ جن پر بڑی قوموں کو کچھ نہیں کہا جاتا۔ پس تم ان

چھوٹی چھوٹی باتوں سے بھی پرہیز کرو

مثلاً سامنے شکار ہے۔ ایک لائیسنس والا اپنا ہتھیار دیتا ہے۔ اور کہتا ہے وہ شکار ہے اس پر فائر کرو۔ تو عام دستور کے مطابق چاہے سب لوگ اسی طرح کر لیتے ہوں۔ لیکن ان دنوں تم ان باتوں سے بھی پرہیز کرو۔ اور استغفار اور دعائیں یہ ایام گزارو۔ خدا تعالیٰ جانتا ہے۔ کہ تمہارا دشمن تمہارے خلاف جھوٹ بولنے سے پرہیز نہیں کرتا۔ وہ سو فی صدی جھوٹ بولنے کے لئے تیار ہے اور بعض دفعہ تو سو فی صدی کہنا بھی ہمیں خشک ہوتا ہے اور جی چاہتا ہے کہ اگر ۲۰۰ فی صدی کہنا درست ہو۔ تو ہم یہ کہیں۔ کہ وہ دو سو فی صدی جھوٹ بولنے سے بھی نہیں چوکتے۔ لیکن تمہارے پاس ایسا کوئی ذریعہ نہیں۔ کہ تم اسے

جھوٹ بولنے سے روک سکو

یا معلوم کر سکو کہ وہ کس قسم کا جھوٹ بولتا ہے۔ اور کس کے پاس جھوٹ بولتا ہے۔ مثلاً وہ ایک افسر کے پاس چلا جاتا ہے۔ پولیس افسر سے کچہری میں نہیں ملتا اس کی کوٹھی پر جا کر ملتا ہے اور اس سے کوئی جھوٹی بات بیان کرتا ہے۔ تو تمہیں اس کا پتہ نہیں لگ سکتا۔ ہاں اگر وہ خود بھید ظاہر کر دے۔ تو اور بات ہے۔ لیکن یہ محض اتفاقی طور پر ہوتا ہے عام طور پر ایسا نہیں ہوتا۔ جس طرح میں نے بیان کیا ہے کہ سی۔ آئی۔ ڈی کا ایک آدمی ایک سکرٹری کے پاس گیا۔ اور اس سے چالاکی سے کچھ باتیں اپنے خیال میں دریافت کرنے کی کوشش کی۔ اس کا خیال تھا۔ کہ میں ان لوگوں کے منہ سے بعض باتیں نکلواؤں۔ لیکن چونکہ رپورٹ سراسر جھوٹ تھی۔ اس نے نہ صرف اسے یہ کہا۔ کہ ہمارا ان باتوں سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ مجھے بھی یہ بات لکھدی پس میں ایک طرف جماعت کے دوستوں کو

ہوشیار کرتا ہوں

کہ وہ ان دنوں زیادہ بیدار مغزی سے کام لیں۔ اور ان باتوں سے بھی پرہیز کریں۔ جن میں ذرا بھی انہیں قانون کے خلاف ورزی کا شبہ ہو۔ دوسرے ان دنوں استغفار اور دعا پر زور دو۔ تم نہیں جانتے کہ تمہارے خلاف کیا کچھ ہو رہا ہے۔ لیکن اگر تم اللہ تعالیٰ کی طرف جھکو تو وہ دعا اور استغفار کے نتیجہ میں اسے بدل دے گا۔ مولانا رومؒ اپنی مثنوی میں لکھتے ہیں کہ ایک سپیرے نے ایک نئی قسم کا سانپ دیکھا تو اس نے اسے پکڑ لیا۔ اور ایک گھڑے میں بند کر دیا۔ اس نے خیال کیا کہ یہ ایک نئی قسم کا سانپ ہے۔ میں اسے لوگوں کو دکھاؤں گا۔ تو مجھے زیادہ آمد ہو گی۔ رات کو وہ اٹھا اور اس نے شوق سے گھڑے کو دیکھا۔ تو سانپ اس میں موجود نہیں تھا۔ ڈھکنا ہلکا تھا۔ جس کی وجہ سے سانپ باہر نکل گیا۔ اس نے دعا مانگنی شروع کر دی۔ کہ اے اللہ میرا خیال تھا۔ کہ یہ نئی قسم کا سانپ میرے ہاتھ آ گیا ہے۔ میں اس کے ذریعہ آمد پیدا کروں گا۔ لیکن وہ تو باہر نکل گیا ہے۔ اے خدا تو ایسا کر۔ کہ سانپ واپس آ جائے۔ مولانا رومؒ لکھتے ہیں۔ کہ وہ گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ تک دعائیں مانگتا رہا۔ اتنے میں صبح کی اذان ہو گئی۔ وہ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد گھڑا آ کر دیکھتا تھا۔ کہ اس کی دعاؤں کے نتیجہ میں سانپ آگیا ہے یا نہیں۔ لیکن گھڑا خالی ہوتا

سپیروں میں رواج ہے

کہ جب کسی کو کوئی نیا سانپ کاٹے۔ تو وہ سب سپیروں کو بلا کر دکھاتے ہیں۔ تاکہ وہ اس سے ہوشیار رہیں۔ وہ دعا مانگ رہا تھا۔ کہ دروازہ پر کسی نے دستک دی۔ وہ باہر گیا۔ تو دستک دینے والے نے بتایا۔ کہ ایک شخص کو کسی نئے قسم کے سانپ نے کاٹا ہے۔ اور وہ مر گیا ہے۔ ہم نے وہ سانپ پکڑا ہوا ہے۔ تم بھی آ کر اسے دیکھ لو۔ چنانچہ وہ اس کے ساتھ چلا گیا۔ اور دیکھا کہ اسی کے سانپ نے اس آدمی کو کاٹا تھا۔ وہ یہ دیکھتے ہی کہنے لگا۔ میں اپنی بیوقوفی سے یہ سمجھ رہا تھا۔ کہ خدا تعالیٰ نے میری دعائیں نہیں سنیں۔ حالانکہ اس نے میری دعا کو سن لیا تھا۔ اگر وہ سانپ واپس آ جاتا تو مجھے کاٹتا اور میں مر جاتا۔ پس میری

دعاؤں کی قبولیت

اسی میں تھی۔ کہ یہ سانپ واپس نہ آتا۔ تو خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ تمہارے متعلق کون جھوٹ بولتا ہے اور کس کے پاس جھوٹ بولتا ہے۔ لیکن تمہیں اس کا کوئی علم نہیں ہو سکتا۔ پس تمہارے لئے ایک ہی رستہ ہے۔ کہ تم

اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرو

کہ اے خدا تو علام الغیوب ہے۔ تو نے ہمیں

بتیس دانتوں میں زبان

کی طرح بنا کر رکھ دیا ہے۔ تو جانتا ہے۔ کہ ہمارے متعلق کیا کیا جھوٹ بولے جاتے ہیں۔ ہم پر کیا کیا الزام لگائے جاتے ہیں۔ ہم پر کیا کیا افتراء کئے جاتے ہیں۔ پتہ نہیں۔ کہ ہمارے متعلق کون جھوٹ بولتا ہے۔ کس کے پاس جھوٹ بولتا ہے اور کن الفاظ میں جھوٹ بولتا ہے۔ تو علام الغیوب ہے۔ تو سب کچھ جانتا ہے۔ تو ان کی اصلاح کر تاکہ یہ لوگ ہم بے گناہوں اور

مظلوموں پر اتہام نہ لگائیں

پھر جہاں میں جماعت کے افراد سے یہ کہتا ہوں کہ وہ ہوشیار رہیں اور یہ دن دعاؤں اور استغفار میں بسر کریں۔ وہاں میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کے لئے اگر ایک طرف یہ ضروری ہے کہ وہ قیام امن کے لئے ہر رپورٹ کی تحقیقات کرے۔ تو دوسری طرف اس کا یہ بھی فرض ہے۔ کہ جب اسے معلوم ہو جائے کہ کسی نے غلط رپورٹ کی ہے۔ تو اس کے خلاف کارروائی کرے۔ مجھ سے کئی افسروں نے بیان کیا ہے۔ کہ جب آپ کی جماعت کے خلاف کوئی رپورٹ کی جاتی ہے تو ہم سمجھ جاتے ہیں۔ کہ یہ رپورٹ جھوٹی اور تعصب کی بنا پر کی گئی ہے۔ اور اس کی تحقیقات کرتے ہیں پس

حکومت کا یہ بھی فرض ہے

کہ اگر کوئی رپورٹ غلط ثابت ہو تو رپورٹ کرنے والے

کو سزا دے۔ یہ ایک موٹی بات ہے کہ اگر رائفل ٹریننگ جاری ہو۔ تو وہ پہلے مرکز میں ہونی چاہیئے اور رائفل ٹریننگ ایسی چیز نہیں جسے چھپایا جا سکے رائفل کی آواز کئی میل تک جاتی ہے۔ اگر یہاں رائفلیں چلائی جائیں گی۔ تو

لازمی بات ہے

کہ اس کے نتیجہ میں ایک شور برپا ہوگا۔ اور وہ ہمارے ارد گرد کے دیہات میں بھی سنائی دے گا۔ رائفل ٹریننگ کے یہ معنے ہیں۔ کہ کئی لوگ ایسے وقت میں رائفل چلانا سیکھیں اور اس صورت میں تو ایک شور پڑ جائے گا۔ پس یہ کوئی ایسا امر نہیں کہ اس کا پتہ لگانے میں کوئی دقت پیش آئے۔ کسی آدمی سے بھی اس کا پتہ لگایا جا سکتا ہے۔ محلہ کے لوگوں سے ارد گرد کے دیہات سے اور علاقہ کے لوگوں سے دریافت کیا جا سکتا ہے کہ آیا انہوں نے رائفل کی کبھی آواز سنی ہے یا نہیں اور پھر جب یہ پتہ لگ جائے گا کہ رائفل چلانے کی آواز آتی رہی ہے۔ تو اس سے جہت بھی معلوم ہو جائے گی۔ پھر رائفل کی گولیوں کے نشان بھی مل جائیں گے۔ اگر کسی پہاڑی پر گولی چلائی گئی ہے۔ تو پتھروں پر نشان ہوں گے اگر کسی لکڑی پر نشانہ لگایا گیا ہے۔ تو اس پر نشان ہوگا پس جہاں میں

جماعت کے افراد کو نصیحت

کرتا ہوں کہ وہ قانون کی پابندی کریں اور ان دنوں زیادہ احتیاط سے کام لیں۔ وہ اس بات سے ڈرتے رہیں کہ ان کی غفلت کے نتیجہ میں دشمن کو جماعت کے خلاف کسی اعتراض کا موقع نہ ملے وہاں میں

حکومت کو بھی نصیحت کرتا ہوں

کہ جہاں تک کسی رپورٹ کے متعلق تحقیقات کا سوال ہے۔ وہ بے شک کرے وہ ملک میں قیام امن کی ذمہ دار ہے اور قیام امن کے لئے اسے اس قسم کی کارروائی کرنی پڑتی ہے۔ اگر وہ ایسی کارروائی نہ کرے۔ تو وہ اپنے فرض کو ادا کرنے سے قاصر رہے گی۔ لیکن

بعض چیزیں ایسی ہیں

کہ ان کے معلوم کرنے کے ذرائع بہت معمولی ہوتے ہیں۔ مثلاً چوری وغیرہ کا [illegible] نشان نہیں ہوتا لیکن رائفل کا نشان ہوتا ہے۔ پس اگر کہیں رائفل چلائی گئی ہو تو لازماً اس کے نشان بھی ہوں گے پھر علاقہ کے لوگ کہیں گے۔ کہ ہمارے قریب رائفل ٹریننگ ہوتی ہے۔ اور اس کی آواز سے شور پڑ جاتا ہے۔ رات کو شور کی وجہ سے نیند نہیں آتی۔ رائفل چلانے والے دروازے بند کر کے اور مکانوں کے اندر بیٹھ کر تو رائفل نہیں چلائیں گے۔ اگر وہ رائفل چلائیں گے تو لازماً رائفل

کی آواز آئے گی۔ اس کے نشان پڑیں گے اس لئے اس قسم کے جھوٹ بولنے والے کو فوراً پکڑا جا سکتا ہے۔ اور اگر کسی افسر کے متعلق پتہ لگ جائے۔ کہ اس نے کسی جماعت پر جھوٹا الزام لگایا ہے تو اسے سزا ملنی چاہیئے

گذشتہ فسادات کے دوران میں

ایک بڑے افسر نے ایک احمدی سے ذکر کیا کہ اسے اپنے محکمہ کے متعلق جبکہ وہ چھٹی پر تھا اور یونہی دفتر میں آیا تھا معلوم ہوا کہ جماعت احمدیہ کے خلاف صرف مولویوں کے بیانات پر کوئی قدم اٹھایا جا رہا ہے۔ تو میں نے اس افسر کو جو میری جگہ لگا تھا سمجھایا کہ جن باتوں سے افراد کی ہتک ہوتی ہے جماعتوں کی زیادہ ہتک ہوتی ہے۔ اس لئے محض مولویوں کے لیکچروں میں بیان کردہ باتوں پر اعتبار کر کے کوئی قدم نہیں اٹھانا چاہیئے۔ اور اس طرح اس افسر کو غلط اقدام سے روک دیا اس روایت سے اگر وہ سچی ہے پتہ لگتا ہے کہ جماعت کے خلاف افسران بالا کے پاس غلط رپورٹیں بھی پہنچتی ہیں۔ اور سمجھدار افسران رپورٹوں کی صحیح طریق پر تحقیق ضروری سمجھتے ہیں پس حکومت کا یہ کام ہے کہ وہ اس بارہ میں

احتیاط سے کام لیں

ہمارا یا کسی اور کا یہ حق نہیں کہ ہم کہیں کہ چاہے ہم خلاف قانون حرکات کریں تو حکومت ہمیں پکڑے نہیں۔ حکومت کا حق ہے کہ جب بھی کوئی خلاف قانون حرکت کرے اسے پکڑے اور مناسب سزا دے۔ اگر وہ ہمیں خلاف قانون حرکات کرنے کے باوجود کھلا چھوڑ دیتی ہے اور دوسروں کو پکڑ لیتی ہے تو دوسرے لوگ اس پر طرفداری کا الزام لگائیں گے اور اگر وہ دوسروں کو کھلا چھوڑ دیتی ہے اور ہمیں پکڑ لیتی ہے۔ تو ہم اس پر طرفداری کا الزام لگائیں گے۔ کیونکہ یہ بات درست نہیں کہ کسی ایک فرقہ کو اپنا دوست قرار دے کر اس سے رعایت کی جائے۔ اور دوسرے کو دشمن قرار دیا جائے۔ اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر اس کے خلاف کارروائی کی جائے۔ اس لئے جب تک حکومت اپنے فرض کو ادا کرتی ہے۔ اس پر الزام عاید نہیں کیا جا سکتا بلکہ اگر وہ اپنے فرض کو ادا کرتی ہے۔ تو وہ قابل شکریہ اور قابل داد ہے۔ لیکن

اس کا یہ بھی فرض ہے

کہ وہ اس بات میں احتیاط سے کام لے کہ کسی پر

جھوٹا الزام نہ لگایا جائے۔ میں جماعت سے بھی کہتا ہوں کہ ہمارا مذہبی عقیدہ ہے کہ حکومت کی فرمانبرداری کی جائے۔ اور قانون شکنی نہ کی جائے۔ اس لئے ہم پر دوہری ذمہ داری ہے۔ اگر کوئی احمدی قانون شکنی کرتا ہے۔ تو نہ وہ صرف گورنمنٹ کے نزدیک مجرم ہے بلکہ سلسلہ کے نزدیک بھی وہ مجرم ہے۔ اگر گورنمنٹ کا یہ فرض ہے۔ کہ قانون شکنی کی وجہ سے اسے سزا دے تو سلسلہ کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ اسے سزا دے۔ گویا جماعت کے افراد پر

دو نگران مقرر ہیں

ایک حکومت اور دوسرے سلسلہ۔ اس لئے ان کی اصلاح کے مواقع زیادہ ہیں۔ دوسرے کسی شخص کے متعلق ممکن ہے کہ حکومت خاموش رہے۔ لیکن ہم خاموش نہیں رہیں گے اگر کوئی احمدی قانون شکنی کرے گا۔ تو ہم اسے ضرور سزا دیں گے۔ مجھے یاد ہے کہ حکومت انگریزی کے زمانہ میں ایک دفعہ ماسٹر عبد الرحمن صاحب جالندھری مرحوم نے حضرت باوا نانک یا کسی اور سکھ بزرگ کے متعلق اپنی ایک کتاب میں بعض الفاظ لکھے۔ اس پر سکھوں نے شور مچایا۔ چنانچہ میں نے اعلان کر دیا کہ اس وقت تک جماعت کا کوئی فرد یہ کتاب نہ خریدے جب تک کہ ماسٹر صاحب قابل

اعتراض صفحات کی اصلاح کر کے کتاب شائع نہ کریں۔ اس کے بعد اسمبلی میں بھی سکھوں نے شور مچایا۔ تو اسمبلی کے ایک ممبر نے انہیں جو جواب دیا وہ

جماعت احمدیہ کیلئے قابل فخر ہے

اس نے کہا تم گورنمنٹ سے کہہ رہے ہو کہ وہ کتاب ضبط کرے۔ لیکن میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جماعت کے امام نے اس کتاب کے مصنف کو جو سزا دی ہے۔ وہ ہم بھی نہیں دے سکتے۔ ہم تو صرف کتاب ضبط کر سکتے ہیں لیکن ہمارا تجربہ یہ ہے کہ جس کتاب کو گورنمنٹ ضبط کر لیتی ہے اندر ہی اندر وہ کتاب بکتی رہتی ہے۔ لیکن اس کتاب کے متعلق تو مذہبی طور پر حکم دیا گیا ہے۔ کہ جب تک مصنف اس میں مناسب اصلاح نہ کرے کوئی احمدی یہ کتاب نہ خریدے۔ اب مرتے کرتے شاید ہزار میں ایک آدھ شخص کو سلسلہ نے یہ سزا دی ہے اسے مزید سزا کیا دی جا سکتی ہے

حقیقت یہ ہے

کہ جب جماعت کا کوئی فرد قانون شکنی کرتا ہے تو ہمارا اور حکومت کا دوہرا فرض ہو جاتا ہے۔ ہماری یہ ذمہ داری ہے کہ اسے سزا دیں۔ اور پھر حکومت بھی اسے سزا دینا چاہتی ہے تو دے۔ [illegible] اس نے اپنی مصلحت کو دیکھنا ہے۔ بہرحال جماعت کے ہر فرد کو

یہ احساس ہونا چاہیئے

کہ اگر وہ قانون شکنی کرے گا تو اسے حکومت بھی سزا دے گی اور سلسلہ بھی سزا دے گا۔ کیونکہ سلسلہ کی تعلیم یہی ہے کہ قانون شکنی

قادیان سے رسالہ اصحاب احمدؑ کا اجراء

احباب کرام! آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ نے جو کار ہائے عظیم سرانجام دیئے ہر ایک اس پر رشک کرتا ہے اور اللہ تعالےٰ نے خوشنودی کا سرٹیفکیٹ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کے الفاظ میں ان کو عطا کیا۔ اور حضور صلعم نے ان کو قابل اقتداء ستارے قرار دیا یہی مقام و آخرین منہم لما یلحقوا بہم کے مطابق تیرہ صد سال کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہؓ کو ملا۔ ان کے نیک حالات زندگی ہمارے لئے بہترین اسوہ ہیں۔ جن کو شائع کر کے محفوظ کرنے کا یہی وقت ہے۔ اس مقصد کے لئے قادیان سے دوماہی رسالہ "اصحاب احمدؑ" جاری کر رہا ہوں۔ قیمت سالانہ صرف اڑھائی روپے ہوگی۔ علاوہ حالات اور تصاویر صحابہ کے حضرت مسیح موعود و صحابہ کرام کے غیر مطبوعہ خطوط ان کے چربے یا بلاک بھی شائع ہوا کریں گے۔ جو دوست خریدار بننا چاہیں۔ وہ اپنے ارادہ سے مطلع فرمائیں۔

امید ہے پہلا شمارہ ماہ اپریل میں شائع ہو سکے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

ملک صلاح الدین قادیان (انڈیا) مصنف "اصحاب احمدؑ" و "مکتوبات اصحاب احمد" و "مکتوبات احمدیہ"۔

اخبار احمدیہ!

ربوہ ۵ مارچ۔ مبلغ انڈونیشیا جناب حکیم عبد الرشید صاحب ارشد نے جو وہاں تین سال تبلیغ کر کے ۲۸ فروری کو واپس تشریف لائے ہیں۔ کل شام محلاجات کی مسجدوں میں وہاں جماعت کی تبلیغی جد و جہد اور اہل انڈونیشیا کی مسلم دوستی۔ دینی جذبہ اور قبول حق کی صلاحیت کا تفصیل سے ذکر کیا۔

کمیونسٹوں کے پراپیگنڈا کرنیکے طریق

(از مکرم مولوی محمد اشرف صاحب ناصر لاہور)

اشتراکیت کے دلدادوں کا دعویٰ ہے کہ اشتراکیت کسی اتفاقی معاشی حادثے کا نتیجہ نہیں بلکہ یہ ایک ردِّ عمل اور لازمی انقلاب ہے جو اس دنیا میں آنا تھا۔ اور جب اس لازمی انقلاب نے دنیا میں ہو کر رہنا ہے۔ تو ہمیں اس تحریک کو ہر قیمت پر دنیا میں پھیلانا ہے۔ اس کے لئے جائز و ناجائز کا کوئی سوال ہی نہیں۔ پس اشتراکیت کو پھیلانے کیلئے وہ ہر حربہ کو استعمال کرینگے۔ جو وہ استعمال کر سکتے ہیں۔ مسٹر سڈنی ویب اپنی کتاب "سوویٹ کمیونزم" کے صفحہ ۱۰۳۸ پر لکھتے ہیں

"ایک اشتراکی رہنما سے کسی نے سوال کیا کہ ایک اشتراکی کا معیار خطاء و صواب کیا ہے۔ جواب ملا کہ اس کا وہ طرزِ عمل جو اشتراکی سوسائٹی کی تعمیر میں کام آئے صواب اور وہ جو تخریب کا موجب ہو وہ خطاء ہے۔"

آگے لکھتے ہیں

"قدیم اجتماعی نظام کی بیخکنی اور محنت کش عوام کو یکجا کرنے کیلئے ہر چیز اخلاقاً درست ہے۔" (صفحہ ۱۰۳۸ کتاب مذکور)

چونکہ یہ ایک سراسر مادی تحریک ہے اور اس کی ترویج و اشاعت میں جو حربہ بھی ممد ہو اس سے ایک اشتراکی فائدہ اٹھائیگا۔ اور اسے اختیار کرنے کی دوسروں کو تلقین کریگا۔

دوم۔ دوسرا طریقہ پراپیگنڈا ہے اس کے ذریعہ اشتراکی ممالک کی معاشرتی و اقتصادی حالت کو بڑھا چڑھا کر بیان کیا جاتا ہے اور دوسرے ممالک کی معاشرتی ابتری کو ظاہر کیا جاتا ہے۔ قطع نظر اسکے کہ اسمیں کتنا جھوٹ ہو۔ اس ضمن میں ایک حوالہ باکو کانگرس کی ایک میٹنگ کی روئیداد کا درج ذیل کیا جاتا ہے جو اخبار سٹیٹسمین ۲۷ دسمبر ۱۹۳۰ء میں شائع ہوا ہے۔ لکھا ہے

"باکو کی بالشویک اورینٹل کانگرس کی دلچسپیاں ہمارے ذہن میں ہیں۔ جو آج سے ۱۹ سال پہلے منعقد ہوئی تھی جسکی کارروائیاں مطبوعہ صورت میں پہلے بھی دیکھی تھیں۔ اس کانفرنس میں صاف صاف یہ کہا گیا تھا کہ کوئی پراپیگنڈا خواہ کتنا ہی ذلیل جھوٹ اور دغا پر مشتمل ہو۔ اشتمالی مقصد کے حصول کے سلسلہ میں اسے بُرا نہیں کہا جا سکتا۔ اخلاق کو الگ کر دینا چاہیئے۔ جتنا سفید جھوٹ ہوگا اتنا ہی کامیاب ہوگا۔"

سوم۔ اشتراکیت کے نفوذ کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ موقع شناسی سے کام لیا جائے ایک اشتراکی ابن الوقت ہوتا ہے۔ اگر عوام کے ذہنوں میں مذہب کی محبت ہوگی تو وہ مذہب کا لبادہ اوڑھ کر اشتراکیت کا پرچار کریگا۔ وہ یہ ثابت کرنے کی کوشش کریگا کہ اشتراکیت عین اسلام ہے۔ اگر حکومت مضبوط ہو۔ اور عوام حکومت کے خلاف تشدد کے استعمال کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہوں۔ تو وہ حکومت کے خلاف تشدد کے استعمال کی مذمت کریگا اور عوامی رجحانات کو اپنے موافق پا کر موقع پر انہیں آمادۂ تشدد کریگا۔ یہ مثالیں اس کی وضاحت کرتی ہیں۔

(۱) اشتراکیت کے اصولوں میں انفرادی ملکیت کو اُڑا دیا گیا ہے لیکن ۱۹۲۱ء کی کسان بغاوت کیوجہ سے روس میں کسی حد تک انفرادی ملکیت کو تسلیم کیا گیا ہے (کمیونسٹ پارٹی کی تاریخ صفحہ ۲۱۶ کمیونسٹ مینی فسٹو دفعہ ۹) (انقلاباتِ عالم صفحہ ۵۹۱)

(۲) پاکستان اور عرب ممالک میں وہ خصوصیت سے مذہب کے خلاف پراپیگنڈا کرتے ہیں۔

(۳) خود روس میں مسلمانوں سے مذہب کی محبت دور کرنے کیلئے جو حربے استعمال کئے جاتے ہیں وہ بھی انکی ابن الوقتی کی واضح مثال ہے (اشتراکیت اور اسلام مصنفہ مسعود عالم ندوی ملاحظہ کریں)

چہارم۔ چوتھا طریق نفوذ یہ ہے کہ عوام پر جس طبقہ کا اثر ہو۔ اسکی ہمدردیاں حاصل کی جائیں۔ مصنف و ادیب سوسائٹی کے علمی مذاق کو بدلنے میں اہم حیثیت رکھتے ہیں۔ انہیں اپنے ہاتھ میں لیا جاتا ہے تا علمی حلقوں اور عام سوسائٹی کے حلقوں کے اندر اشتراکیت اپنا نفوذ پیدا کرے۔ اسیطرح مذہب کی طرف سے معترضین کا منہ بند کرنے کیلئے بعض مذہبی نمائندوں کو خرید لیا جاتا ہے تا کہا جا سکے کہ دیکھو ہمارے ساتھ تمہارا فلاں عالم ہے کیا وہ مذہب کو نہیں سمجھتا۔

پنجم۔ ایسی باتیں جس سے عوام کے قلوب میں حکومتِ وقت کے خلاف جذبات پرورش پا سکیں۔ پھیلائی جاتی ہیں۔ کوئی سٹرائیک ہو ایجی ٹیشن ہو۔ کوئی ہڑتال ہو۔ اشتراکی انکی پشت پناہی کرینگے اور حصہ لینگے اسمیں ان کے دو مقصد ہوتے ہیں۔

اوّل۔ یہ کہ عوام کا اپنے کو زیادہ ہمدرد ظاہر کیا جائے۔ اور ان کا اعتماد حاصل کیا جائے۔

دوئم یہ کہ عوام کو اس حکومت سے بدظن کیا جائے۔

ششم۔ ایک کامیاب ترین طریق یہ ہے کہ جب کسی ملک میں اشتراکی انقلاب کامیاب ہو جائے۔ تو پھر پناہ گزینوں کے بھیس میں دوسرے ممالک میں اپنے رضا کار روانہ کئے جاتے ہیں۔ جو اس ملک میں اشتراکیت کے ففتھ کالم کے فرائض ادا کرتے ہیں اور عوام کے اندر بے چینی پیدا کر کے حکومتِ وقت کے خلاف انتشار پیدا کرتے ہیں۔

ہفتم:۔ اشتراکیت کے نفوذ کا ایک آسان طریق یہ ہے۔ کہ وہ دلفریب نعرے بلند کرینگے جس میں کسی کو کلام نہ ہو وہ کہینگے "مزدور کیا چاہتا ہے! روٹی!" "ہم چاہتے ہیں مزدوروں کا اتحاد" "ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ بے کار کو روزگار مہیا ہو" "چھانٹی بند ہو۔" اب ان اغراض کے حصول میں کسے انکار ہو سکتا ہے۔ اب ہر ایک کہے گا۔ کہ ٹھیک کہتا ہے۔ اور اس قسم کا مظاہرہ کیا جائے گا۔ کہ اچھے بھلے سمجھدار انسان بھی ان کے بھرے میں آ جائیں گے۔

ہشتم۔ امراء کے خلاف غرباء کی ہمدردی میں وعظ کئے جاتے ہیں۔ امراء کی سنگدلی کے واقعات انکی تن آسانیوں اور بے حسیوں کے واقعات کو مبالغہ آمیز رنگ میں بیان کیا جاتا ہے۔

نہم۔ اشتراکیت اپنے نفوذ کیلئے جس علاقہ یا ملک میں بھی کام کریگی وہاں ہمیشہ اس قسم کے لوگ ہونگے۔ جن کے بغیر روزمرہ کی زندگی گزارنا مشکل ہو جاتا ہے۔ ان کو اپنے ہاتھ میں کریگی۔ شروع شروع میں ٹانگہ یونین بنا کر ان لوگوں کو اپنے ہاتھ میں کریں گے۔ ان لوگوں کو پہلے ہی کسی حد تک معاشی تنگی ہوتی ہے۔ اور اعلیٰ تعلیم کا فقدان ہوتا ہے۔ چونکہ یہ طبقے سوچتے کم ہیں۔ اِس لئے جلد اشتراکیت کا شکار ہوتے ہیں۔ اور اشتراکیوں کو اسی قسم کے ہی لوگوں کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔

(بشکریہ الفضل)

حضرت کرشن ؑ

(از مکرم گیانی واحد حسین صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ)

(۷)

مولانا حسرت موہانی

راجکمار صاحب نے اخبار ویر بھارت کرشن نمبر اگست ۱۹۳۷ء کے صفحہ ۲۷ پر بعنوان "متھرا کے مسلمان یاتری" مولانا حسرت موہانی کی بابت یوں لکھا ہے:۔

عشق کی دو قسمیں ہیں۔ ایک مجازی دوسری حقیقی۔ مجازی عشق والوں میں پہلے مجنون۔ فرہاد۔ شیرین اور سوہنی مہینوال کے نام مشہور ہی تھے۔ اب ان میں شاہ ایڈورڈ کے نام کا بھی اضافہ ہو گیا ہے۔ جس نے اپنے محبوب کے لئے تاج و تخت پر لات مار دی۔ حقیقی عشق کی منزل مجازی عشق کی منزل مجازی عشق سے بہت بلند ہے۔ اس کے باوجود مجازی عشق والوں کے مقابلہ میں حقیقی عشق والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ان میں سے ایک یو پی کے مسلم لیڈر مولانا حسرت موہانی بھی ہیں۔ آپ کو بھگوان کرشن سے خاص عقیدت ہے۔ اسی عقیدت کے زیر اثر ہر ایک جنم اشٹمی کے موقعہ پر آپ متھرا کے مندر میں ضرور جاتے ہیں۔ مندر میں مسلمانوں کے داخلہ کی اجازت نہیں۔ لیکن پریمیوں و بھگتوں کے راستہ میں جو روک ٹوک عاید کی جائیں وہ ان سے ڈر کر منہ پیچھے نہیں موڑتے بلکہ ان پر عبور حاصل کر کے بھگوان کے دربار میں ضرور پہنچتے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ایک موقعہ پر آپ کی جیب بالکل خالی تھی۔ جنم اشٹمی سر پر آ پہنچی تھی۔ آپ چاہتے تھے جس طرح بھی ہو پر لگا کر اُڑ جائیں۔ اور بھگوان کی جنم اشٹمی کے موقعہ پر مندر میں حاضر ہو کر درشن کریں۔ جب روپیہ پیسہ کا کوئی بندوبست نہ ہو سکا تو آپ نے نہایت بیش قیمت کتابیں اونے پونے

داموں پر فروخت کر دیں۔ اور اس طرح کرایہ کے لئے رقم حاصل کر کے جنم اشٹمی کے موقعہ پر بھگوان کے چرنوں میں حاضر ہوئے۔ اور اپنی پیاسی آنکھوں کو پربھو کے شربت دیدار سے فیضیاب کیا۔ اس سلسلہ میں ایک اور واقعہ اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ آپ ہندوانہ بھیس میں مندر میں داخل ہو گئے۔ لیکن پہچان لئے گئے۔ پھر کیا ہوا۔ اس کے بیان کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ بھگتوں کو مان اور ہانی کی پرواہ نہیں ہوا کرتی۔ اس کے باوجود وہ ہر سال جنم اشٹمی کے موقعہ پر اندھیری طوفان۔ بارش۔ روپیہ پیسہ کی قلت غرضیکہ ہر قسم کی روکاوٹوں کو دور کر کے متھرا پہنچتے ہیں۔ بھگوان کی جنم بھومی متھرا نگری کے متعلق آپ کے دلی جذبات کیا ہیں۔ اس کا اندازہ مندرجہ ذیل شعر سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

متھرا سے اہل دل کو وہ آتی ہے بوئے اُنس
دنیائے جاں میں شور ہے جس کے دوام کا

آپ کے واقف کار حلقوں کا بیان ہے کہ جنم اشٹمی کا دن جوں جوں نزدیک آتا جاتا ہے آپ کے دل و دماغ میں صرف متھرا جانے کی دھن ہی سوار رہتی ہے متھرا کی کشش آپ کو چین لینے نہیں دیتی۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی غیبی طاقت آپ کو متھرا جانے کے لئے ہدایت دے رہی ہے۔ یہ ہی حقیقی عشق اور آپ کے مندرجہ بالا شعر کے مطابق دل رکھنے والے حضرات کو جن میں سے آپ بھی ایک ہیں متھرا سے محبت کی خوشبو آتی ہے۔ اور یہ خوشبو عارضی نہیں۔ ناپائیدار نہیں۔ بلکہ اس کے دوام و لاثانی ہونیکا دنیائے جہان میں شور مچا ہوا ہے۔ یہ محبت کی خوشبو جو متھرا سے آ رہی ہے جس کا اظہار مولانا حسرت موہانی نے اس شعر میں نہایت خوبی سے کیا ہے۔ گیتا کی خوشبو ہے جس کے آگے دنیا بھر کے وِدوان عالم و فاضل سر جھکانے پر مجبور رہیں۔ اور جب تک دنیا قائم ہے گیتا کی تعلیم سے محبت کی خوشبو آتی رہے گی۔ پربھو پریم کا رس بہتا رہے گا۔ لیکن اس سے فیض یاب وہی ہو سکیں گے جو پربھو کے پیاسے ہیں۔ اس میں اونچ نیچ ہندو سکھ مسلمان یا عیسائی کی کوئی تمیز نہیں۔ اس کی نظر میں سب یکساں ہیں۔ جیسے کہ کسی نے کیا خوب کہا:۔

ہر کو بھجے سو ہر کا ہوئے

(راجکمار)

اس مندرجہ بالا بیان میں مولانا حسرت موہانی کی کرشن بھگتی کسی کٹر ہندو سناتن دھرمی سے کم نظر نہیں آتی۔ کاش کہ آپ موجودہ کرشن اوتار کی طرف بھی توجہ فرماتے۔

مولانا ظفر علی خان

"آپ جنم اشٹمی مبارک"

کے عنوان سے یوں فرماتے ہیں:۔

جنم اشٹمی براہمن کو مبارک نہیں بلکہ ہر مرد زن کو مبارک۔ کرشنؑ آج کے روز پیدا ہوا تھا۔ یہ دن سارے اہل وطن کو مبارک۔

(زمیندار بحوالہ لاہور کرشن نمبر ۱۹۳۶ء صفحہ ۳۶)

نیز آپ لکھتے ہیں:۔

"کوئی قوم اور کوئی ملک ایسا نہیں۔ جس کی برائیوں کی اصلاح کے لئے خدائے بزرگ و برتر نے خاص خاص اوقات میں اپنا کوئی برگزیدہ بندہ نبی یا مرسل یا مامور کے طور پر مبعوث نہ کیا ہو سری کرشنؑ نبیوں کے اس عالمگیر سلسلہ سے تعلق رکھتے تھے" (اخبار پرتاپ کرشن نمبر ۱۸ اگست ۱۹۲۹ء)

بقیہ مضمون صفحہ ۲!

رہ نہیں سکتا۔ کہ یہ میرا کام ہے۔ دوسرے سے ہرگز ایسا نہیں ہوگا۔ جیسا مجھ سے۔ جیسا اس سے جو میری شاخ ہے اور مجھ میں ہی داخل ہے"۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۳۱۴ و صفحہ ۳۱۵)

چنانچہ خدا کے فضل سے یہ مبارک وجود چونکہ آپؑ کا حقیقی جانشین بنا اس لئے خدا تعالیٰ نے اسے توفیق دی کہ دنیا کی مشہور زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم غیر ممالک میں پھیلائے۔ حتیٰ اسلام کی خوبیوں اور اس کے محاسن پر مشتمل لٹریچر پھیلایا جا رہا ہے۔

فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

(محمد حفیظ بقاپوری)

انتقال

قادیان ۷ مارچ۔ محترم نیاز اللہ صاحب ساکنہ فیض آباد (یو پی) جو صحابی اور موصی ہیں کل مغرب کے وقت وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آج بعد ظہر مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب جٹ امیر مقامی و ناظر اعلیٰ کی امامت میں نماز جنازہ پڑھی گئی۔ اور بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔

وصیتیں

نوٹ۔ وصیتیں منظوری سے پہلے اسلئے شائع کیجاتی ہیں کہ اگر کسی کو کوئی شکایت ہو تو دفتر ہذا سے دریافت کر سکے)

نمبر ق ۱۳۱۶۶ ۔ منکہ منظور احمد ولد منشی یعقوب علی صاحب قوم راجپوت چوہان پیشہ واقف زندگی عمر ۲۶ سال پیدائشی احمدی ساکن گھنوکے ججہ ڈاکخانہ قلعہ صوبہ سنگھ ضلع سیالکوٹ مغربی پنجاب حال قادیان آج مورخہ ۲۳ دسمبر ۱۹۵۳ء بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت کوئی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ نہیں ہے کیونکہ میرے والد محترم بقید حیات ہیں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی جائداد پیدا کرونگا تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور میری جائداد کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اور میری وفات پر جو جائداد ثابت ہو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور میں اپنی زندگی میں کوئی رقم بمد حصہ جائداد جمع کراؤں تو بوقت حساب یہ رقم مجرا کی جائیگی۔ میری اسوقت ماہوار آمد ۔۔۔ روپیہ ہے۔ میں اپنی ہر قسم کی ماہوار آمد کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ العبد منظور احمد موصی ۵۳/۱۲/۲۳ گواہ شد قریشی عطاء الرحمٰن عفی عنہ دار المسیح قادیان۔ گواہ شد عبد الغفور

نمبر ق ۱۳۱۷۰ ۔ منکہ امۃ العزیز اختر بنت قریشی عطاء الرحمٰن صاحب قوم اعوان پیشہ خانہ داری عمر ۱۹ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان دار الامان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب انڈیا آج بتاریخ یکم فروری ۱۹۵۴ء بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اسوقت کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ پیدا کروں۔ تو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میری وفات پر میری جو جائداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو اسکے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں کوئی رقم حصہ جائداد کے طور پر اپنی زندگی میں باخذ رسید صدر انجمن احمدیہ کے حوالہ کردوں تو بوقت حساب یہ رقم مجرا کی جائیگی۔ میری اسوقت ماہوار آمد مبلغ ۷/-/- روپے ماہوار ہے۔ میں اپنی ہر قسم کی آمد کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میں یہ حصہ باقاعدہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کراتی رہونگی۔ اپنی آمد کی جائداد کی کمی بیشی کی اطلاع مجلس کارپرداز مصالح قبرستان قادیان کو باقاعدہ دیتی رہونگی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی اس وصیت کو قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ امۃ العزیز۔ گواہ شد قریشی عطاء الرحمٰن والد موصیہ ۵۴/۲/۱۔ گواہ شد عبد الشکور موصی نمبر ۵۵۸۵ دفتر بہشتی مقبرہ قادیان دار الامان ۵۴/۲/۲۔

نمبر ق ۱۳۱۷۱ ۔ منکہ سردار بی بی زوجہ ولی محمد صاحب قوم جٹ وڑائچ پیشہ خانہ داری عمر ۴۰ سال۔ تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن شادیوال خورد ڈاکخانہ شادیوال کلاں تحصیل و ضلع گجرات۔ صوبہ پنجاب۔ آج بتاریخ ۱۳ فروری ۱۹۵۴ء بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد اس وقت حسب ذیل ہے۔ حق مہر مبلغ ڈیڑھ سو روپیہ ہے۔ جو کہ بذمہ خاوند ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز میں یہ بھی اقرار کرتی ہوں کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی روپیہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو اس قدر رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ العبد نشان انگوٹھا سردار بی بی زوجہ ولی محمد گجراتی درویش حال قادیان ضلع گورداسپور۔ گواہ شد شیخ مجید گجراتی کارکن دفتر بہشتی مقبرہ بقلم خود موصی نمبر ۱۰۰۲۹ ۵۴/۲/۱۳ گواہ شد ولی محمد گجراتی خاوند موصیہ نمبر وصیت ۱۰۸۲۷ ۵۴/۲/۱۳

تشریف آوری!

قادیان۔ ۶ مارچ۔ جناب سردار گوربچن سنگھ صاحب باجوہ وزیر پبلک ورکس سے جو دورہ پر تشریف لائے ہوئے تھے۔ ان کی کوٹھی (گیسٹ ہاؤس) واقع دار الانوار میں جماعت احمدیہ کے وفد نے ملاقات کر کے بعض امور گوش گذار کئے۔ وفد مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب جٹ امیر مقامی و ناظر اعلیٰ۔ مکرم حکیم خلیل احمد صاحب۔ مکرم شیخ عبدالحمید صاحب عاجز۔ و مکرم ملک صلاح الدین صاحب پر مشتمل تھا۔

ارشاد حضرت اقدس دربارہ تقرریٔ زکوٰۃ

زکوٰۃ جس رنگ میں رکھی گئی ہے۔ اس میں یہ حکمت ہے۔ کہ اگر یونہی صدقہ کا حکم دیا جاتا اور تم اور وقت مقرر نہ ہوتا۔ تو بہت لوگ نہ دیتے۔ اس لئے تھوڑے سے تھوڑا چندہ شریعت نے خود مقرر کر دیا۔ کہ اس قدر اپنے مال میں سے ضرور دیا جائے۔ اس سے زائد جو دے۔ وہ انعام کا مستحق سمجھا جائے اور جو اس حد تک بھی نہ دے۔ وہ مجرم ہو۔ پس تم اس حد کو بھی اگر دو۔ دوسرا اس کے مقرر کرنے میں یہ فائدہ ہے۔ کہ بعض لوگوں کو جو ضروریات آ پڑتی ہیں۔ ان کو فوراً پورا نہیں کیا جا سکتا ...... تو زکوٰۃ سے غربا کو بھی دیا جاتا ہے۔ تاکہ اپنی ضروریات کو پورا کریں۔ مگر ان کو بھی دیا جاتا ہے۔ جنہیں کاروبار چلانے کے لئے ضرورت ہو۔ اور پیشہ ور ہوں۔ پس زکوٰۃ کے مدّ سے ایسے لوگوں کو دیا جاتا ہے۔ افراد کے چندہ سے ان کا کام نہیں چل سکتا۔ پھر بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو دوسرے کا احسان اٹھانا پسند نہیں کرسکتے۔ وہ بھوکے مر جائیں گے۔ مگر یہ گوارا نہیں کریں گے کہ زید کے سامنے جائیں۔ اور اپنی ضروریات کے لئے اس سے کچھ حاصل کریں چونکہ ایسی طبیعت کے لوگوں کی خدا نے بنائی ہوئی ہے۔ اور ان کا خیال رکھنا بھی ضروری ہوتا ہے اس لئے شریعت نے یہ رکھا ہے کہ حکومت امراء سے اور ایسے لوگوں کو دے۔ تاکہ وہ طبائع جو کسی کا احسان نہیں اٹھانا چاہتیں۔ وہ اس طرح مدد پا لیں۔ (ملائکۃ اللہ صفحہ ۳۲)

زکوٰۃ امام وقت کے پاس ادا کرنی ضروری ہے

یاد رہے۔ کہ قرآن کریم اور حدیث کے رو سے فرض یہ ہے۔ کہ جب امام وقت موجود ہو تو اسی کے پاس زکوٰۃ ادا کی جائے۔ جو لے اغنیا سے لیکر محتاجوں پر اور اشاعتِ اسلام پر صرف کریگا۔ بعض احباب ہماری جماعت میں ایسے ہیں۔ جو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے طور پر زکوٰۃ ادا کر دی۔ حالانکہ شرعاً وہ ایسا نہیں کرسکتے۔ پس احمدی احباب کی کل زکوٰۃ قادیان آنی چاہیئے۔ اور اگر کوئی صاحب اپنی زکوٰۃ میں سے کچھ حصہ اپنے رشتہ داروں کو دینا چاہیں۔ تو حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز سے بذریعہ ناظر بیت المال صدر انجمن احمدیہ قادیان اجازت لے کر دے سکتے ہیں۔ مگر اپنے طور پر بغیر اجازت امام نہیں تقسیم کر سکتے۔ اس لئے کہ زکوٰۃ پر زکوٰۃ دینے والے کا تصرف نہیں ہوتا۔ بلکہ امام وقت کا حق ہے کہ وہ غرباء میں زکوٰۃ تقسیم کرے۔

چندہ الگ ہے اور زکوٰۃ الگ

یہ بھی یاد رہے۔ کہ ایک مسلمان کے ذمہ مالی عبادت صرف زکوٰۃ دینا ہی نہیں۔ بلکہ اور بھی کئی حقوق اللہ تعالےٰ نے اس پر رکھے ہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم کی کثیر التعداد آیات سے اور احادیث سے ثابت ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو چندہ ہر ایک احمدی کے ذمہ لازمی اور حتمی قرار دیا ہے۔ اور اسے متواتر تین ماہ تک ادا نہ کرنے والے شخص کو اپنی جماعت سے خارج بتایا ہے۔ وہ زکوٰۃ سے بالکل الگ اور علیحدہ ہے۔ اسی طرح حضرت اقدس کے رسالہ الوصیۃ کے مطابق جو مال بہشتی مقبرہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل کرایا جاتا ہے۔ وہ بھی زکوٰۃ سے بالکل الگ ہے۔ غرض زکوٰۃ ایک الگ فریضہ ہے۔ جو باوجود ان مختلف چندوں کے ادا کرنے کے پھر بھی واجب الادا رہتا ہے۔ اور جب تک کہ اسے زکوٰۃ کی نیت سے نہ دیا جائے۔ ادا نہیں ہوتا۔

فہرست وصولی زکوٰۃ بابت ماہ فروری ۱۹۵۵ء

ماہ فروری ۱۹۵۵ء میں مندرجہ ذیل احباب نے زکوٰۃ ادا فرمائی ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ زکوٰۃ ادا کرنے والے ان مخلصین کے اموال اور اولاد میں برکت ڈالے۔ اور انہیں زیادہ سے زیادہ خدمتِ سلسلہ کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین۔

(۱)	جماعت احمدیہ بدرواہ کشمیر	۲۵/-
(۲)	مکرمہ محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ قادیان	۳۰/-
(۳)	مکرم کے پی عبد الرحیم صاحب پینگاڈی	۴۰/-
(۴)	مکرم اے عمر حاجی صاحب ″	۵/-
	میزان	۱۰۰/-

(ناظر بیت المال قادیان)

وصولی تحریک سفر امریکہ ماہ فروری ۱۹۵۵ء

تحریک سفر امریکہ کسی وضاحت کی محتاج نہیں ہے۔ ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کا یہ وہ متوقع سفر ہے جو حضور اپنے علاج وغیرہ کے سلسلہ میں عنقریب اختیار فرمائیں گے۔ کونسا احمدی ہے جو اس امر میں قلبی مسرت نہ محسوس کریگا۔ کہ حضور جیسا بابرکت وجود علاج کے لئے سفر امریکہ اختیار کرے اور وہ اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ نہ لے۔ اس میں وسعت تبلیغ کے بھی لامتناہی دروازے کھل جائیں گے۔ حضور کے ہمراہ سلسلہ کی خط و کتابت وغیرہ کے لئے عملہ کا جانا بھی ضروری ہوگا۔ مشاورت میں پچھتر ہزار روپیہ اخراجات کا اندازہ لگایا گیا ہے۔ ہر دردمند مخلص احمدی کا فرض ہے۔ کہ وہ اس مبارک تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے۔ امید ہے کہ احباب اپنا وعدہ بھجوانے کی بجائے جلد نقد رقم مرکز میں بمد "سفر امریکہ" ارسال فرمائینگے۔ اور حضور کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں گے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے آقا کو جلد از جلد صحت کاملہ عاجلہ عطا فرماوے۔ آمین۔

چنانچہ ماہ فروری ۱۹۵۵ء میں جن مخلصین نے اس مد میں رقوم ارسال فرمائی ہیں۔ اُن کے اسماء بغرض دعا شائع کئے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ اُن کے اموال و اولاد میں برکت دے۔ اور انہیں بیش از بیش حسنات کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین۔

(۱)	منجانب جماعت احمدیہ سری نگر کشمیر	۱۰۰-۰-۰
(۲)	″ ″ ″ نندگرام	۱۰۰-۰-۰
(۳)	″ ″ ″ رشی نگر کشمیر	۱۴-۴-۰
(۴)	″ ″ ″ چک المرجھ کشمیر	۳-۹-۰
(۵)	مکرم عبد الحیٔ صاحب مظفر پور۔ بہار	۲-۰-۰
	میزان	۲۱-۱۳-۰

(ناظر بیت المال قادیان)

(بقیہ صفحہ)

باعث حضور کی حالیہ مرض رونما ہوئی۔ اور ڈاکٹری مشورہ بھی یہی ہے کہ حضور جسمانی اور ذہنی طور پر کامل آرام فرمائیں۔ اور کامل آرام کا مہیا کرنا جماعت ہی کے اختیار میں ہے۔ اگر جماعت کی طرف سے اپنی ذمہ واریوں سے عہدہ براء ہونے میں کسی قسم کی کمی رہ جاتی ہے تو اس کا سب سے زیادہ دکھ اور غم حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو ہی پہنچتا ہے اگر ہم سچے دل سے چاہتے ہیں کہ حضور کو کامل سکون اور آرام حاصل ہو تو یہ امر ہمارے ہی اختیار میں ہے اگر ہم پوری تندہی سے عہد بیعت کے عین مطابق نہایت تیز روی سے اور مسابقت کی روح کے ساتھ اپنی ذمہ واریوں کو ادا کریں تو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو نہ صرف سکون حاصل ہوگا۔ بلکہ سرور و انبساط بھی حاصل ہوگا۔ جس سے آپ کی صحت ہفتوں کی بجائے چند دنوں میں عود کر سکتی ہے۔

جماعتہائے ہند کے چندوں کا ہی جائزہ لیا جائے سوائے چند ایک کے باقی تمام جماعتوں کے ذمہ نہ صرف یہ کہ بڑی مقدار میں بقایا جات ہیں بلکہ سال رواں کے چندے بھی بجٹ کے مطابق ادا نہیں ہوئے اور یہ ہی وجہ ہے کہ باوجود حضور کی ایسی حالت کے صدر انجمن احمدیہ جملہ حالات حضور کی خدمت میں گوش گزار کرنے پر مجبور ہوئی ہے۔ ظاہر ہے کیا ایسی رپورٹ حضور کے لئے سکون بخش ہوگی؟ ہرگز نہیں لیکن اس کی ذمہ داری کس پر ہے؟ ہم سب پر۔ ہر اس شخص پر جو چندوں کے متعلق اپنا فرض ادا نہیں کرتا۔ ہر اس عہدہ دار پر جو توجہ سے اپنی ذمہ واری ادا نہیں کرتا۔ سو اس عہد کی خاطر جو احباب نے جماعت میں داخل ہوتے وقت اللہ تعالیٰ سے باندھا۔ اس عہد کی خاطر جو خلافت کے قبول کرتے وقت کیا۔ اس عہد کی خاطر جس کا روزانہ آپ نمازوں میں اعادہ کرتے ہیں آپ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں ساتھیوں کو سمجھائیں اور پوری فرض شناسی کا ثبوت دیں۔ اور مرکز جو آپ کے پاس بطور امانت ہے جسکی آبادی اور جسکے پروگرام کی کامیابی مرکز کی نہیں خود آپکی کامیابی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کامیابی ہے۔ اس کی آواز کی طرف دھیان دیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ نہ صرف حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت وسلامتی درازیٔ عمر کیلئے دعائیں کریں صدقات دیں بلکہ اپنے فرائض کی ادائیگی کے لئے ہمہ تن تیار ہو جائیں تاکہ اللہ تعالیٰ کے فضل کو جلد سے جلد جذب کرنے کا موجب ہوں۔ آمین۔

مسعود احمد